رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخوں کو قادیان دار الامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

پگھیم یا تو گرامی چہار قادیان مینی | دوا مینی شفا مینی غرض دار الامان مینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

(۱) عوام سے ـــ صہ

۲ خواص و معاونین سے ـــ عـــ

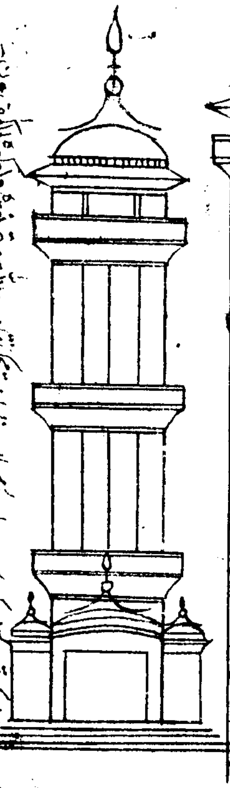
۳۔ ہندوستان سے باہر ـــ

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ـــ

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ـــ

نوٹ۔ عہ کا سالانہ اضافہ ہندوستان بالا میں ذیل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۲۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ صفر ۱۳۲۶ | جلد ۱۲



تازہ وحی

(۲۸ و ۲۹ مارچ کی درمیانی شب)

(۱) احسن اللّٰہ امرک
(ترجمہ۔ اللہ نے تیرا کام اچھا کر دیا۔)

(۲) احسن اللّٰہ امری۔
(ترجمہ۔ اللہ نے میرا کام اچھا کر دیا۔

(۳) یاتین من کل فج عمیق۔ ہدیے بکثرت
(ترجمہ۔ میرے پاس آئیں گے (تحائف) ہر دور کی راہ سے)

(۴) رعایا میں سے ایک شخص کی موت۔

(۵)۔ فتح۔

قرآن شریف سیکھنے کی ایک مجرّب اور آسان راہ

فرمودہ حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن شریف کی علوم کے حصول کی خود راہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں بیان کر دی ہے۔ الرحمٰن علم القرآن۔ قرآن شریف کا سکھانا اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا تقاضا ہے۔ اس کے واسطے ضرورت کس چیز کی ہے وہ بھی خود خدا تعالیٰ نے بیان فرما دی ہیں۔ واتقوا اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ متقی کو خدا تعالیٰ معارف اور علوم قرآنی سے خبردار کر دیتا ہے اور تقویٰ ایک ذریعہ ہے قرآن دانی کے واسطے دوسری جگہ فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ تقوے کے ساتھ جہاد اور کوشش کی بھی شرط ہے پس علوم قرآنی کا معلم خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اس فیض اور فضل رحمانی کا جاذب تقویٰ۔ اور جہاد۔

فرمایا کہ ہمارے نزدیک ہم نے ایک راہ کا تجربہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان دل میں سچی تڑپ اور پیاس علوم قرآنی کے حصول کے واسطے پیدا کر کے تقویٰ تام سے دعائیں کرے اور اس طرح سے قرآن شریف شروع کرے۔ **دور اول**۔ خود تنہا ایک مترجم قرآن شریف لیکر جس کا ترجمہ لفظی ہو انسان کی اسمیں اپنی ملاوٹ کچھ نہ ہو اور اس کے واسطے میں شاہ رفیع الدین صاحب علیہ الرحمۃ کا ترجمہ پسند کرتا ہوں۔ لیکر ہر روز بقدر تحمل تھوڑا تھوڑا کچھ حصہ قرآن کا پڑھا کرے اور لفظوں کے معنوں میں غور کرے۔ پھر جہاں آدم اور شیطان کا حال مذکور ہوا اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا میں آدم ہوں یا کہ ابلیس۔ موسےٰ ہوں کہ فرعون۔ محمد یا یہودیوں کے خصائل ہیں یا کہ مسلمانوں کے اور اسیطرح سے عذاب کی آیات سے ڈرے اور پناہ مانگے۔ اور رحمت کی آیات سے خوش ہو اور اپنے کو رحمت کا مورد بننے کے واسطے دعائیں کرے۔ ہر روز درود و دعا استغفار اور لاحول پڑھکر شروع کرے اور اسیطرح ختم کرے۔ اسیطرح سے دور اول ختم کر دیوے۔ اور اس دور میں ایک نوٹ بک پاس رکھے مشکل مقامات اسمیں نوٹ کرتا جاوے۔

پھر دور دوم شروع کرے۔ اور اسمیں اپنی بیوی کو سامنے بٹھا کر سناوے اور یہ جانے کہ قرآن شریف ہم دونو کے واسطے نازل ہوا ہے بیوی خواہ توجہ کرے یا نہ کرے یہ سناتے جاوے اور پہلے دور کی نسبت کسیقدر بسط کرتا جاوے۔ اور پہلی طرح کیطرح اس دور کو بھی ختم کرے اور وہ پہلی نوٹ بک ساتھ رکھے اور اسے دیکھتا رہے۔ پھر اس دور میں یہ دیکھیگا کہ بہت سے وہ مشکل مقامات جو دور اول میں نہیں سمجھا تھا اس دور میں حل ہو جاوینگے۔ اس دور ثانی کی بھی ایک الگ نوٹ بک طیار کرے۔

پھر اسطرح سے **دور ثالث** شروع کرے اور گھر کے بچوں عورتوں اور پڑوسیوں کو بھی اس دور میں شامل کرے۔ مگر وہ لوگ ایسے ہوں کہ کوئی اعتراض نہ کریں۔ اور پہلی اور دوسری دونو نوٹ بکیں اپنے سامنے رکھے اسطرح اس دور میں دیکھیگا بہت سی مشکلات جو پہلے دونو دوروں میں حل نہ ہو سکے تھے اس دفعہ حل ہو جاوینگے۔ اس دور کی الگ ایک نوٹ بک تیار کرے۔ دور ثالث کے بعد چوتھا دور عام مجمع کے سامنے شروع کرے مگر سامعین مسلمان ہوں انکی اعتراضات وغیرہ کے اگر جواب آتے ہوں تو دیتا جاوے ورنہ نوٹ بک میں نوٹ کرتا جاوے۔ اور انکی حل کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور درد دل سے دعائیں کرتا رہے۔

اور **پانچواں دور** شروع کرے۔ اور بلا امتیاز مسلمان مشرک کافر و مومن سنانا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل۔ اور فیضان اس کے شامل حال ہوگا اور ایک بہت بڑا حصہ قرآن شریف کا اسے سکھا دیا جاویگا

بابو گیشپ چندر چٹرجی

کا مشرف باسلام ہونا

بابو صاحب موصوف کلکتہ کے ایک معزز برہمن خاندان کے معزز ممبر ہیں۔ آپ کلکتہ سے شملہ جا رہے تھے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن فرخ آباد سے جو کہ بوجہ کسیقدر علالت طبع تبدیل آب و ہوا کیغرض سے قادیان تشریف لا رہے تھے گاڑی میں ملاقات ہو گئی۔ دوران گفتگو میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے منزل مقصود اور وہاں کے مفصل حالات اور حضرت اقدسؓ کا خدا کیطرف سے زمانہ موجودہ کی اصلاح کیواسطے مبعوث ہو کر آنے کے متعلق بھی مفصل طور سے ذکر کیا۔ اور آپ کے متعلق ہر پہلو کے مفصل حالات سے بابو صاحب کو آگاہ کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی پرجوش اور ناصحانہ اور دردمندانہ تقریر اور خوش خلقی سے بابو صاحب موصوف کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلکر موجودہ زمانہ کے اوتار رشی اور نبی کی زیارت سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔ خلیفہ صاحب کے اس بیان پر کہ میں تو وہاں جا رہا ہوں کیونکہ وہاں ایک نبی (اوتار) مبعوث ہو کر آیا ہے۔ بابو صاحب موصوف چونک پڑے اور زیارت کا شوق ظاہر کیا۔ چنانچہ انبالہ پہونچکر انہوں نے بھی بٹالہ کا ٹکٹ لے لیا۔ اور راہ میں ایک آریہ خیال ہمراہی کے بار بار منع کرنے کے آپ انبالہ سے بٹالہ ہمراہی جناب ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے۔ جب آپ کے آریہ ہمراہی نے دیکھا کہ بابو صاحب پر اس کی بات کا کچھ اثر نہیں ہوا اور بابو صاحب کے دل میں موجودہ زمانہ کے نبی (اوتار) کی زیارت کا شوق ہے۔ تو اس نے کہا کہ اچھا اگر آپ کو یہی دیکھنا منظور ہے تو امرتسر گولڈن ٹیمپل کی سیر کر کے واپس آ جاؤ۔ مگر اس کا جواب بھی انہوں نے نفی میں دیا اور کہا کہ میں اینٹ پتھروں کی زیارت سے کوئی روحانی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جبکہ ایک زندہ نبی موجود ہے تو میں کیوں اسکی زیارت نہ کروں۔ اور بڑے اخلاص اور اظہار عقیدت سے حضرت اقدسؓ سے ملاقات ہوئی۔ اور بابو صاحب پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ آپ نے اپنے اسلام لانے کا ارادہ دوسرے ہی دن ظاہر کر کے حضرت اقدسؓ کی خدمت میں عرض کی۔ مگر حضرت اقدسؓ نے فرمایا کہ ابھی آپ کچھ اور ٹھہریں اور اس معاملہ میں غور کریں۔ اس طرح سے بابو صاحب کو چند روز اور ٹھہرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے اپنے خیالات کو اور بھی مضبوط کر لیا تا آخر ۲۵ر مارچ ۱۹۱۹ء کو حضرت اقدسؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف باسلام ہوئے۔ اور آپ کا نام احمد گیشپ چندر چٹرجی رکھا گیا۔

خطبہ نکاح

از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ

پیشتر اس کے کہ خطبہ نکاح درج کیا جاوے اتنا عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس پرفتن زمانہ میں جہاں دینی معاملات میں ہزاروں قسم کے بدعات اور عقاید بد مروج ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہی دوسرے پہلو پر دنیوی امور میں بھی اسراف اور فضول خرچی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ بیاہ شادیوں میں اور خصوصاً جب اُن لوگوں کے بیاہ شادی وغیرہ کے رسومات کیطرف نظر اٹھا کر دیکھا جاوے جو اپنی دنیوی حیثیت کسیقدر متوسط درجہ کی رکھتے ہیں اور ان کے تعلقات باہمی بہت وسیع ہیں تو عجیب قسم کی حیرت ہوتی ہے کہ کسطرح اپنی جھوٹی اور چند روزہ عزت کے واسطے بے دریغ روپیہ فضول کاموں میں ضائع و برباد کیا جاتا ہے۔ خصوصاً وہ **قوم اور برادری** جس سے ہمارے معزز دوست **چودہری حاکم علی صاحب** اور بابو غلام حسن صاحب تعلق رکھتے ہیں۔ ان کاموں میں بے دریغ روپیہ خرچ کرنا موجب عزت اور باعث فخر جانتی ہے۔ یہ قوم بلحاظ اپنے وسیع تعلقات کے بہت سے بیجا رسم و رواج میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور بہت سی قابل نفرت قابل شرم اور خلاف شریعت رسومات کا ایسے موقع پر اس میں رواج ہے مگر قابل تقلید ہیں یہ دونو صاحب اپنی زمیندارہ برادری میں جنہوں ان سارے جنجالوں اور زنجیروں کو یکدم اپنے گلوں سے اتار پھینکا اور کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کر کے بالکل سادگی اور سنت رسول اور پابندی شریعت کے مطابق یہ نکاح کیا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کا عملی نمونہ قائم کر کے . . . . دکھایا۔ اتنا ہی ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ طرفین اللہ کے خاص فضل سے اپنی دنیوی حیثیت کے لحاظ سے بھی بہت خوشحال اور آسودہ ہیں۔ اور باقی قوم کیطرح بلکہ بطریق اولیٰ اُن فضولیوں پر قادر تھے مگر محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کو مقدم کرنے کی خاطر انہوں نے اُن سب رسوم و رواج کو یکدم خیرباد کہدیا۔ اور احمدی قوم کے زمیندار بھائیوں اور خصوصاً اُن لوگوں کے واسطے جو بلحاظ وسیع تعلقات بہت سے فضول اور خلاف شریعت رسم و رواج والی برادری سے تعلقات رکھتے ہیں ایک اسوہ حسنہ قایم کر دیا ہے۔ ہم اپنے دونو معزز دوستوں کو اس ہمت اور توفیق خیر پر مبارکباد کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی ان کے ان تعلقات کو باعث رحمت اور فضل بناوے۔ آمین۔

مضمون خطبہ

خطبہ مسنونہ کی آیات پڑہنے کے بعد فرمایا کہ یہ چند آیتیں اس غرض کیلئے پڑہی گئی ہیں کہ ان کا پڑہا جانا خطبہ نکاح کے موقع پر ایک سنت متوارثہ ہے۔ میں نے بارہا اس امر کا ذکر بوضاحت کیا ہے کہ ہر مسلمان کا عربی زبان کے ساتھ کسیقدر تعلق نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو کتاب تمام دنیا کی ہدایت کیواسطے لائے وہ بھی **عربی** میں ہے یعنی خدائی احکام اور ہمارے مولا کی چٹھی جس میں اس نے ہمارے کل دینی اور دنیوی امور کا مفصل ذکر فرما دیا ہے اور اپنی خوشنودی اور رضا کی راہیں بھی اسمیں درج فرمائی ہیں وہ بھی عربی میں ہے۔ پھر وہ آواز جس کے ذریعہ سے ہمیں نماز کیطرف بلایا جاتا ہے یعنی **اذان** وہ بھی **عربی** میں ہے۔ نماز جو کہ عبادت الٰہی کا ایک مکمل اور بے نظیر طریقہ ہے اور جسمیں شفقت علیٰ خلق اللہ کا پورا سبق موجود ہے اور گویا کہ وہ **معراج المومنین** ہے۔ اس کا بھی بڑا حصہ **عربی زبان** میں ہی ہے۔ اگرچہ ماثورہ دعاؤں کے بعد اور دعاؤں کے واسطے ہر زبان میں اجازت ہے۔ الحمد شریف کا پڑہا جانا ہر نماز میں نہایت ضروری اور لازمی رکھا گیا ہے اور وہ بھی عربی زبان میں ہے۔ خطبہ نکاح میں بھی چند آیات اور فقرے عربی زبان کے لازمی طور سے رکھے گئے ہیں۔ تو ان باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے دل میں جہاں وحدت کی روح پھونکنے کیواسطے اور اور ذرایع کا استعمال کرنا تہا وہاں منجملہ ان ذرایع کے تعلیم عربی بھی تہی۔ بہت سے اختلاف صرف عربی زبان کے نہ سیکھنے کیوجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ غرض وحدت قومی کے پیدا کر دینے کا ایک بڑا بھاری ذریعہ زبان عربی سے واقفیت حاصل کرنا بھی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اگر انسان صرف اتنے حصہ زبان کے الفاظ کو بھی اچھی طرح سمجھ لے جو مسلمانوں میں روزمرہ کے بول چال میں مروج ہیں تو بھی ایک حصہ قرآن شریف کا جو ذکر کے متعلق ہے اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ مگر خدا جانے کیا وجہ ہے کہ کیوں لوگ اسطرف توجہ نہیں کرتے انگریزی جیسی دور دراز ملک کی زبان اور پشتو جیسی بوجھل زبان پنجابی جیسی مشکل اور کشمیری جیسی نرم زبان سیکھ لیتے ہیں مگر نہیں سیکھنے کی کوشش کرتے اور نہیں دلچسپی پیدا کرتے تو کس زبان سے قرآن اور رسول پاک کی پیاری اور دلربا زبان سے۔

اب چونکہ نماز ظہر کا وقت ہے اور نیز بارہا ایسے مضامین سننے کا آپ لوگوں کو موقع ملتا رہتا ہے اسواسطے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

نکاح کی اجازت بابو غلام حسن صاحب نے جو کہ لڑکی کے والد اور ولی ہیں مجھے بذریعہ ایک خط کے دی ہے جسمیں انہوں نے لڑکی کیطرف سے بھی تو کیت بذریعہ تحریر بھیجی ہے۔ اسطرح کی تحریر سے انکے اس شوق کا اظہار ہوتا ہے جو انکو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کیواسطے ہے چودہری حاکم علی صاحب بھی اور بابو غلام حسن صاحب بھی جہانتک میرا علم ہے دونو حضرت اقدسؑ کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مرزا صاحب کی نبوت سے کیا مراد ہے؟

ہمارے مکفرین غور کریں!

جاننا چاہیئے کہ ہم احمدیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ جو کسی قرآنی حکم کو اگر منسوخ کر دے۔ ہمارے نزدیک قرآنی احکام میں تنسیخ و ترمیم کو راہ نہیں۔ جناب مرزا صاحب کی نبوت کوئی تشریعی نبوت نہیں۔ جو احمدیوں پر اعتراض ہوتے صرف نبی کا لفظ سنکر کافر کہدینا کونسی بھلے مانسی ہے دیکھو تفسیر حسینی میں زیر آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبیا۔ نبی کی یہ تعریف لکھی ہے "نبی آنکہ آواز بشنود ملہم گردد یا خواب بیند" جب خواب دیکھنے والے کو نبی کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر اگر جناب مرزا صاحب کو کثرت مکالمہ۔ اور مخاطبہ اور پیشگوئیوں کی وجہ سے نبی کہا گیا۔ تو کیوں اس کو کفر سمجھا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام نے شرح بخاری میں حضرت مریم صدیقہ کی نبوت پر جہاں بحث کی گئی ہے۔ وہاں نبی کی تعریف میں ایک قول اس طرح نقل کیا ہے کہ "ہر کس کہ آمد اورا فرشتہ از خدا بحکمے از امر و نہی یا باعلام بآنچہ کہ خواست پس وے نبی است"۔ قرآن شریف نے ایسے شخص کو جس کو غیب کی خبریں بتائی جاویں رسول کہا ہے۔ دیکھو آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول بعض لوگ محض شرارت کی وجہ سے سیدھے سادھے مسلمانوں کو بہکانے اور بھڑکانے کے لئے جناب حضرت مرزا صاحب کی رسالت اور نبوت کو پیش کرکے آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو پڑھکر سنا دیتے ہیں۔ جس سے جاہل آدمی بلا سوچے سمجھے غضب میں آکر بکنے لگ جاتے ہیں۔ کیا واعظ۔ کیا سامع۔ کوئی بھی احمدیوں کو کافر کہنے کے وقت خدا کا خوف نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی انصاف سے اس مسئلہ کی تحقیق چاہتا ہے۔ رسول یا نبی کا لفظ سنا۔ جھٹ کافر کہہ دیا۔ حالانکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار اپنی تصانیف میں تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اپنے ہادی و پیشوا جناب سرور انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں وہ درجہ بخشا کہ اللہ تعالیٰ۔ بذریعہ وحی کے میرے ساتھ کلام فرماتا ہے۔ اور غیب کی خبریں مجھپر کھولی جاتی ہیں۔ اس واسطے خداوند کریم نے مجھکو رسول اور نبی کہا۔ مہدی اور مسیح کا لقب دیکر ایسے وقت میں جبکہ چاروں طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے تھے اپنے پیارے حبیب فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ میں کوئی نئی کتاب اور نئی شریعت لیکر نہیں آیا۔ جو جو نشانات و معجزات میرے ہاتھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ میرے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض اور انہیں کی صداقت ہے ؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اب اگر کوئی متعصب۔ بیخوت۔ جاہل آدمی اپنے تعصب بےغوری اور جہالت کی وجہ سے خاتم النبیین کے یہ معنے کرے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے فیض کا دروازہ قیامت تک بند ہے اور اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک مردہ مذہب ہے اور جیسے آپ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں۔ ویسے ہی روحانی اولاد سے بھی آپ کو محروم سمجھتا ہے یا حدیث لا نبی بعدی سے یہ مطلب نکالتا ہے کہ امت محمدیہ سے جزئی نبوت کا مدعی اور قائل دونوں کافر ہیں اس امت میں کسی کو نبی یا رسول کہنا تا یوم حشر ممنوع اور ناجائز ہے۔ تو ایسا شخص نبوت اسلام اور ایک مسلمان کو کافر کہنے کے سبب سے خود کافر ہے نہ کہ مسلمان کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہا ہے اور وہ بموجب آیت استخلاف اور حدیث امامکم منکم اسی امت سے ہونا چاہیئے پس نبی اللہ کو کافر کہنے والا کیونکر مسلمان ہو سکتا ہے۔ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کب روا ہے۔ غیر احمدی غور کریں۔ نیز قرآن شریف میں ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اس آیت میں مع النبیین موجود ہے۔ جو لوگ اس امت میں لفظ نبی کا استعمال کفر سمجھتے ہیں۔ اب ان کو بھی اس کفر سے حصہ لینا پڑا۔ یا لفظ صدیق۔ شہید صالح سے بھی انکار کریں۔ کہ ان کا استعمال بھی کفر ہے جو شخص خدا و رسولؐ کا فرمانبردار ہے۔ اور صدیقین شہداء۔ صالحین کے ساتھ ملکر صدیق۔ شہید۔ صالح کہلا سکتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ نبیین کے ساتھ ملکر نبی نہیں کہلا سکتا ہے۔ جو معنے مع النبیین کے ہیں وہی مع الصدیقین کے ہیں۔ کیا توفنا مع الابرار میں یہ سمجھا گیا ہے کہ تم ابرار نہیں ہو سکتے۔ سوچو اور غور کرو اور پھر دوسری آیت اس بحث کے متعلق یہ ہے یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (سورۃ اعراف) یہاں اللہ تعالیٰ نے یاتینکم رسل منکم فرما کر ظاہر فرما دیا کہ اس امت میں بھی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے بعض خادم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مرسل ہو کر آئیں گے۔ اس کا ترجمہ تفسیر حسینی میں اس طرح لکھا ہے خطاب با مشرکان عرب است۔ چوں بیایند بشما پیغمبران از شما بزبان شما واضح آنست کہ خطاب عام وارند یعنے اے فرزندان آدم چوں بیایند فرستادگان بشما از نوع شما بخوانند بر شما آیتہائے کتاب مرا خبر دہند شمارا باحکام شریعت الخ۔ اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے کہ مراد آیات سے آیات قرآنی ہیں۔ جس سے یہ عذر کہ آیۃ میں انبیاء سابقین کا ذکر ہے۔ باطل ہو گیا سیاق سباق آیۃ بھی اس عذر کو رد کرتا ہے۔ اس سے پہلے کی آیت میں ہے یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد یعنے بر آنند کہ این خطاب عام است واکثر مفسران گویند کہ خاص است بمسلمانان۔ (تفسیر حسینی) پھر اس یا بنی کے بعد یہ یا بنی ہے۔ جس میں رسولوں کا آنا لکھا ہے۔ درمیان میں کسی اور نبی کا ذکر نہیں جو عذر بالا کو قبول کیا جاوے۔ لہذا ہمیں کافر کہنے والے غیر احمدی ذرا سوچیں۔ کیا وہ اپنے ان مفسرین کو بھی کافر کہدیں گے۔ جو اس بات کا اقرار کر رہے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اس امت سے رسول آوینگے۔ میں ان متعصب ملانوں پر حیران ہوں۔ کہ کس منہ سے یہ حدیث لا نبی بعدی کو پیش کرکے ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیثوں سے ہر مومن صالح کا جزئی نبی ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری کتاب التعبیر میں یہ حدیثیں موجود ہیں عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ۔ ایضاً ان ابا ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ گفت ابو ہریرہ شنیدم رسول خدارا کہ فرمود باقی نماندہ است از نبوت مگر خواب ہائے صالح کہ دلالت دارد بر بشارت پیغمبری و از عالم وحی است و بہرہ ازاں دارد (تیسیر القاری شرح بخاری) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر الخ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فی من کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منہم احد فعمر قال ابن عباس من نبی ولا محدث۔ ہر آئینہ تحقیق بودند در آنچہ پیش از شما امتہائے مردمانے محدثان

و تفسیر کردہ اند آنکہ محدث بفتح دال مشدد است یعنے ملہم کہ گویا حدیث کردہ مے شود از غیب پس سے گوئید آنحدیث را و بعضے بعضے متفرس گفتہ یعنی آنکہ در سے یابد صواب را بحدس و فراست ایمانی کہ دارد و بعضے گوئید آنکہ کلام می کنند اورا ملائکہ بے نبوّت و بعضے گوئید آنکہ جاری مے شود صواب بر زبان وے بے قصد و درحقیقت ایں ہمہ عبارت اند از یک معنے واحد کہ ملہم بودن است - پس اگر باشد در امت من یکاں محدث پس تحقیق آں عمر است و ظاہر تعلیق اگرچہ تردد است ولیکن مقصود نہ چناں است - زیرا کہ امت وے افضل امم است و ہرگاہ در امم سابقہ موجود بودہ دریں امت بطریق اولیٰ باشد بلکہ مراد تاکید اتصاف عمر است باین منقبت چنانکہ سے گوئید اگر مرا دوستے در دنیا باشد فلاں است مراد اختصاص فلاں است بکمال دوستی نہ نفی دوستاں (شیخ الاسلام شرح بخاری) - شارح طیبی نے لکھا ہے - المراد بالمحدث الملہم البالغ فی ذٰلک مبلغ النبی صلی اللہ (فتح الباری شرح بخاری) یعنے محدث سے وہ ملہم مراد ہے - جو اپنے الہامات کے صدق میں مبلغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا ہو - دیکھو! ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ خواب مومن نبوّت کا ٹکڑا ہے اور مبشرات عالم وحی سے ہے - اور جنس نبوّت سے یہ نوع باقی ہے اور اس امت میں جو خیر الامم ہے بہت محدث آتے رہینگے - مگر یہ ظالم اور دشمن اسلام مولوی محض ضد اور تعصب سے مومنوں کو کافر اور اسلام کو بدنام کر رہے ہیں - لا نبی بعدی جیسے سینکڑوں لا انہوں نے خاص کر دیئے اور کافر نہ ہوئے - بلکہ خالص مسلمان بنے رہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ - ولا دین لمن لا عہد لہ - لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب لا نکاح الا بولی - لا ھجرۃ لا فی اثنین - وغیرہ - لیکن احمدی اگر اس لا کا عموم قائم نہ رکھیں تو کافر - ہائے تعصب تو ستیاناس ہی ناظرین کو ..... شیخ الاسلام شرح بخاری سے اسی قسم کی ایک مثال سناتا ہوں - بخاری میں ابی ہریرہ سے روایت ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا اولی الناس با بن مریم والانبیاء اولاد علات لیس بینی و بینہ نبی - یعنے نیست در میان من و میان عیسیٰ پیغمبرے - پس چونکہ ظاہر حدیث کا اول مخالف ہے اس آیت کے جو سورۃ یسین میں ہے - واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءھا المرسلون - موضح القرآن میں ہے " یہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسیٰ کے دو یار وہاں پہنچے " آیت میں ان کو مرسل کہا گیا - حالانکہ حدیث میں ہے لیس بینی وبینہ نبی - دوم مخالفت ہے اس قول کی جو خود شارح نے درج کیا - جرجیس و خالد بن سنان دو پیغمبرے بود ند پس از عیسیٰ الخ وقصہ خالد بن سنان آوردہ است آنرا حاکم در مستدرک از حدیث ابن عباسؓ - اس لئے شارح حدیث کے متعلق لکھتا ہے " مراد ازیں حدیث آنست کہ نیست میان من و میان عیسیٰ پیغمبرے بشریعت مستقلہ و ..... مبعوث نشدہ بعد از عیسیٰ کسے کہ مبعوث شدہ مگر بہ تقریر شریعت عیسیٰ " اسی طرح تکملہ مجمع البحار میں جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے اس قول کے قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ تطبیق حدیث لا نبی بعدی سے یوں کی گئی ہے لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ یعنے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر دے - شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی بھی اسی کے قائل ہیں - چنانچہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھو نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخا لشرعہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یزید شرعہ حکما اخر وھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی فلا رسول بعدی الی احد من خلق اللہ بشرع یدعوھم الیہ فھذا ھو الذی انقطع وسد بابہ لا مقام النبوۃ - یعنے جو نبوّت منقطع ہو گئی وہ تشریعی نبوّت ہے - مقام نبوّت منقطع نہیں ہوا - پس کوئی شرع ایسی نہیں آ سکتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کو منسوخ کر دے - نہ شریعت محمدیہ میں کوئی حکم بڑھ سکتا ہے اور یہی معنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ رسالت و نبوۃ منقطع ہو گئی - پس کوئی رسول یا نبی میرے بعد نہ ہو گا یعنے میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو گا - جو میری شریعت کے خلاف شریعت پر ہو - بلکہ جب کوئی نبی یا رسول ہو گا تو وہ میری شریعت کا تابع ہو گا - پس کوئی رسول ایسا نہیں آئے گا - جو خلق اللہ کو غیر شریعت محمدیہ کی طرف بلائے - یہی امر منقطع ہو گیا اور اسی کا دروازہ بند ہوا ہے - مقام نبوّت منقطع نہیں ہوا -

الغرض جو لوگ ہم احمدیوں کو محض اس وجہ سے کافر کہہ رہے ہیں کہ ہم حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو جناب سرور انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز سمجھکر ان کی ظلی اور بروزی نبوّت کے قائل ہیں - وہ ذرا خدا ترس دل کر کے میرے اس مضمون کو پڑھیں اور انصاف کریں - کہ بموجب حدیث اذا قال الرجل لاخیہ کافر فقد باء بہ اور حدیث ومن رمی مومنا بکفر فھو کقتلہ - کون کافر اور قاتل و ظالم ہے - بھلا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظلم ہو گا - کہ جو شخص جو عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جو بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا - جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بشارت دی - مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد - اخیر زمانہ میں جسم عنصری کے ساتھ آسمان سے نازل ہو کر چالیس سال دنیا میں رہیگا اور بعض قرآنی احکام مثل لا اکراہ فی الدین اور حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون یعنے اپنے اس قول ولم یجعلنی جبارا شقیا کے برخلاف دین میں جبر و اکراہ کر کے جزیہ وغیرہ کو منسوخ کر دے گا - نیز ایسا عقیدہ رکھنے والا حضرت عیسیٰ کی محبت میں عیسائیوں کی طرح حد سے بڑھا ہوا ہے اپنے پیغمبرؐ کی وہ عزت نہیں کرتا جو حضرت عیسیٰ کی کرتا ہے - بات بات میں اُن کو خصوصیت دے رکھی ہے - مثلاً توفّی کے لفظ پر ہی غور کرو - اگر اور انبیاء کے حق میں آوے - تو معنے موت اور اگر یہی لفظ حضرت عیسیٰ کے حق میں آوے - تو اس کے معنے زندہ بجسم آسمان پر اُٹھانے کے کئے جاتے ہیں ایسا ہی ثم بعثنا من بعدہ رسلا - ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ وھرون وغیرہ آیات اور الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ - لا نبی بعدی وغیرہ احادیث میں لفظ بعد کے معنے موت مگر حضرت عیسیٰ کا من بعدی جو آیت میں ذکر ہوا توفّی کی طرح یہ معنے رکھتا ہے - کہ وہ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جا بیٹھے (شاباش ا تیرھویں صدی کے علماء) اب انصاف کرو - یہ عقیدہ رکھنے والا جس نے حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے پیغمبر کو اُتار کر شریعت محمدی علی صاحبہا التحیۃ والصلوۃ کے حکم منسوخ کر دیئے - یہ تو آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کا پورا ماننے والا اور پکا مسلمان - لیکن جو شخص جناب افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کا آنا نہیں مانتا جو قرآن شریف کے کسی چھوٹے سے حکم کو بھی منسوخ کر دے وہ کافر اور بیدین - فتدبروا یا اولی الابصار -

اے ہمارے مسلمان بھائیو! خوب یاد رکھو - ہمارے مرشد و امام جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تم کو مرض شرک میں مبتلا پا کر امام ربانی اعلیٰ درجہ کی توحید کا نسخہ بتایا ہے - جب تک ان کے مطب روحانی میں داخل ہو کر تم لوگ اس نسخہ کا استعمال نہیں کرو گے - تب تک اس خطرناک موسم میں تم کو کبھی صحت ایمانی حاصل نہیں ہو سکتی - آؤ اپنی جانوں پر رحم کرو - کیونکہ ضد و تعصب کی بدپرہیزی سے اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو - اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت بخشے - تا کہ تم اپنے خیر خواہ امام کو شناخت کر سکو - آمین!

راقم

کرمداد احمدی از دولیال ضلع جہلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جن اور شہاب ثاقب

پر حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر بعد از نماز فجر

۲۱ مارچ ۱۹۰۸ء

فرمایا میں اس وقت کسی وعظ کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ بلکہ ایک شخص کا سوال تھا جس کے جواب میں میں بیٹھا بیٹھا ہی گفتگو کر رہا تھا۔ مگر بعض دوستوں کے ارشاد کی تعمیل کے واسطے کھڑا ہو گیا ہوں۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور سچی محبت ہوتی ہے۔ تو انسان اپنے محبوب کی بات سننے کا بہت ہی شوق رکھتا ہے اور دل میں ہوتا ہے کہ خدا جانے اس کے مونہہ سے کیا اچھا مضمون یا کوئی پیاری نصیحت یا کوئی مفید کلام نکلے گا لہٰذا یہ اپنے محبوب کی باتوں کو سننے کے واسطے بہت کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ اب اس وقت ہمارے کھڑے ہو کر تقریر کرنے کی ہے۔ بیشک جس پہلو سے تقریر کر رہا تھا اب اس پہلو کو بدلنا پڑا اور اس بات کو عام فائدہ کے رنگ میں لانا پڑا ہے۔

یاد رکھو کہ وعظ کرنا تین شخصوں کا کام ہے اول تو ملہمین کا جن کو براہ راست کسی امر کے پہنچانے کا ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو ماموروں کی طرف سے کسی وعظ نصیحت کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔ تیسرے متکبر۔ یاد رکھو مجھے وعظ کا شوق نہیں ہے اور نہ میں کسی دنیوی بڑائی اور بزرگی کا طالب ہوں۔ بلکہ وعظ کرنے میں تو مجھے بعض اوقات سخت سے سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ میں جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔ تو مجھے اپنے نفس کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے واسطے مامور ہو کر آتے ہیں۔ ان کے دل میں یہ بات میخ فولاد کی طرح مضبوطی اور استحکام سے گڑی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ کسی طرح سے انسان کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاوے۔ اور ان کی ساری توجہ اور کوشش اسی بات میں ہوتی ہے کہ کس طرح یہ بندے خدا کے بن جاویں۔ وہ لوگ اگر ان کو کوئی موقع ہاتھ آ جاوے۔ تو ظاہری اور دنیوی امور سے بات کو پھیر پھار کر روحانیت اور باطن کی طرف لے آتے ہیں۔ اور توحید اور رسالت حقوق اللہ اور حقوق المخلوق کا وعظ کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کی ہر ایک ظاہر بات کا ایک باطن ہوتا ہے۔ اور ظاہر کی تہ میں ایک وعظ مدنظر ہوتا ہے جو توحید اور رسالت کے اثبات میں ہوتا ہے۔

دنیا میں مختلف قسم کے طبائع ہوتے ہیں۔ بعض پیسے اور دنیا کے بندے اور بعض جسمانی صفائی اور ضروریات کے خواہاں اور ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے جن کو روح کی فکر ہوتی ہے۔

دیکھو حضرت یوسف ؑ قید خانے میں ہیں۔ ادھر قیدیوں نے خواب دیکھا۔ دونوں ان کے صاحب قید ہیں اور ایک بادشاہ وقت۔ خواب میں قیدیوں نے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے اور تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسف ؑ نے بجائے اس کے کہ ان کو تعبیر بتا دیں۔ وعظ شروع کر دیا۔ اور موقع کو غنیمت جان کر تبلیغ کرنے لگ گئے ہیں۔ ارے بھائی میں تمہیں اس کی تعبیر تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی بتا دونگا۔ بھلا تمہیں خبر بھی ہے۔ کہ مجھے علم تعبیر کیسے ملا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ میں نے کفر و شرک اور بے دینی کا مذہب چھوڑ کر توحید کا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ جو کہ ابراہیم اسحٰق اور یعقوب جیسے پاک بزرگوں کا مذہب ہے۔ غور کا مقام ہے۔ کہ شرک تو ہمیں کسی حالت میں بھی کرنا جائز و روا نہیں۔ خدا کا یہ فضل ہے کہ اس نے مجھے شرک سے بچنے کی توفیق دی اور پھر مجھ پر انعام و اکرام کئے۔ اے میرے صاحبو بھلا غور کرو۔ کہ ایک خدا کی فرمانبرداری اور عبادت اچھی ہے۔ یا کہ کئی مختلف ارباب بنا لینے اچھے ہیں۔ شرک تو ایک ایسی بے دلیل بیہودہ ہے کہ خدائی تائید اس کے شامل حال ہی نہیں اور کوئی حجت اور دلیل قاطعہ اس کے ماننے والوں کے پاس نہیں ہے پس تم بھی خدائی فیصلہ کو مانو اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کرو۔ اور شرک سے توبہ کر کے ایک خدا کی پرستش کرو۔ توحید کی راہ ہی ایک مضبوط اور سیدھی راہ ہے۔

غرض اس طرح سے ایک لمبا اور باریک در باریک رنگ کا ان کو وعظ کیا۔ اول خدا پر ایمان لانے اور شرک سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی اور پھر رسالت اور نبوت کی طرف دعوت کی کیونکہ توحید پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتی۔ بجز نبوت کے اور کوئی ایمان قوی اور زندہ نہیں رہ سکتا۔ بجز ایمان بنبوت کے اور کوئی نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ سوا نبوت کو ماننے کے اس طرح سے توحید اور رسالت کا وعظ کر چکنے کے بعد ان کو تعبیر بتا دی۔ وہ بیچارے قیدی حیران ہوتے ہوں گے۔ کہ پوچھی ہم نے خواب کی تعبیر۔ اور اس نے وعظ شروع کر دیا۔ مگر اصل بات یہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو جب کوئی موقع مل جاوے۔ یہ روح کی نجات کی کوشش کرتے ہیں۔

اس زمانے میں یہ بہت بڑی بھاری غلطی ہے۔ کہ کسی کے دل میں روح کی نجات کے واسطے اور ایمان کی مضبوطیاں اور عقائد صحیحہ کے حصول کے واسطے کبھی تڑپ ہی نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ جس طرح انبیاء کا گروہ ادھر ادھر سے پھیر پھار کر نجات روح اور ایمان باللہ کی طرف بات کو لے آتے ہیں۔ آج کل لوگ اپنی ہر بات میں دنیا کو اور روپیہ کے کمانے کے وسایل کو مقدمات میں کامیابی کو وسائل تلاش کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔

میری عمر اس وقت قریباً ستر برس کی ہے۔ میرے پاس سینکڑوں خط آتے ہیں۔ ان کو میں خوب پڑھتا ہوں۔ بعض اوقات جواب دینے سے ہی حیران ہو جاتا ہوں۔ مگر جواب دیتا ہوں۔ ان میں جب کوئی سوال ہوتا ہے۔ تو یہی ہوتا ہے۔ کہ آدم کیسے پیدا ہوا۔ حوا کیسے پیدا ہوئی۔ وہ کیا چیز تھی جس سے ان کو روکا گیا تھا۔ نوح کے وقت میں طوفان کیا ساری ہی دنیا پر آگیا تھا۔ کیا ساری دنیا پر طوفان آنا ممکن ہے یا کہ نہیں۔ ان کی کشتی میں کیا شیر ببر بھی تھے۔ ابراہیم ؑ کو کیا سچ مچ آگ میں ڈال دیا تھا۔ اور وہ کس طرح آگ میں سے زندہ بچ نکلے۔ پھر حضرت یوسف کے قصے کو تو لوگوں نے زلیخا کا قصہ رنگا رنگ میں لکھ کر اور بھی پیچیدہ کر دیا ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں سوال ہوتے ہیں۔ نہیں ہوتا تو یہی سوال نہیں ہوتا کہ روح کی اصلاح اور نجات کس طرح سے ہو سکتی ہے۔ عقاید صحیحہ کس طرح مل سکتے ہیں۔ ایمان کامل کیسے ہو سکتا ہے۔ فکر نہیں تو کس کی آخرت کی اور خدا کے سامنے جا کر حساب کتاب دینے کی۔ جس کو دیکھو ادھر کی باتوں میں مبتلا ہے آخرت کی فکر ہی نہیں۔ کبھی کوئی سوال نہیں کرتا کہ نماز کی حقیقت کیا ہے اس کے معانی و مطالب کیا ہیں۔ غرض ان سب باتوں سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہم بھی یوسف ؑ کی طرح خواب پوچھنے والوں کو ایک اور اصلی اور ضروری امر کی طرف لے جاویں۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف اور کل انبیاء کا اصل منشاء اللہ کو منوانا اور اسکی فرمانبرداری کرانا ہے۔ اور دوسرا حصہ انکی پاک تعلیمات کا شفقت علیٰ خلق اللہ ہے۔ ان کی ساری کوشش حق اللہ اور حق العباد کی بجا آوری میں ہے۔ دیکھو ہر عبادت کا یہی خلاصہ ہے۔ نماز ہے سو اللہ کے نام سے شروع ہو کر اللہ ہی کے نام پر ختم ہوتی ہے۔ اور حق اللہ کی ادائیگی کے سبق اس میں کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہیں۔ پھر اپنے محسنوں کیلئے دعائیں ہیں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ کہکر حق العباد ادا کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ ایک طرف اگر دنیا کے واسطے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ ہے تو ساتھ ہی وفی الاخرۃ حسنۃ مانگتا ہے۔ اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی کی دعائیں مانگتا ہے۔ غرض نماز میں دونوں پہلو حق اللہ اور حق العباد۔ دین اور دنیا رکھے گئے ہیں۔

پس اس اصل غرض و غایت کی طرف جسکی انبیاء اور قرآن شریف تعلیم کرتے ہیں خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور آخرت کے واسطے اس دنیا سے سامان ساتھ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے

اب ہم اصل سوال کے جواب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو اور تسلی اور درست جواب آجاوے ممکن ہے کہ کسی دوست کو اس سے ہی فائدہ پہنچ جاوے۔

جن کے معنے ہیں چھپے ہوئے کے۔ جَنَّ کے معنے ہیں رات نے اندھیرا کیا۔ آیا ہے جَنَّ عَلَیْہِ الَّیْلُ

مِجَنَّۃ کہتے ہیں ڈہال کو کیونکہ اس سے ہی انسان دشمن کے وار سے چھپ جاتا ہے۔

پہلے زمانہ میں ڈہال ہی ہتھیار ایک عمدہ لباس کے ہوا کرتی تھی کیونکہ اسکا ہر وقت ساتھ رکھنا ضروری تھا بوجہ آزادی کے ہتھیار وں کے دشمن ایک دوسرے پر وار کرتے تھے تو اس ذریعہ سے بچاؤ کیا جاتا تھا۔

جنون۔ پاگل پنے کو کہتے ہیں کیونکہ پاگل بھی ایک طرح کی ظلمت اور اندھیرے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اسکو تمیز نہیں رہتی + اندھیرے میں بھی دوست دشمن محبوب اور عدو میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور اسی طرح پاگل کو بھی امتیاز نہیں رہتا۔ اس واسطے پاگل کو مجنون کہتے ہیں

جنۃ۔ باغ کو کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی دور سے بوجہ گنجان درختوں کے کالی گھٹا اور اندھیرے سے مشابہت رکھتا ہے۔

جنان۔ دل کو کہتے ہیں کیونکہ دل کے حالات بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتے اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔

جنین۔ اس بچے کو کہتے ہیں جو کہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔ وہ بھی چونکہ پوشیدہ اور ظلمت میں ہوتا ہے اسواسطے جنین کہلاتا ہے۔

غرض ہر پوشیدہ اور چھپی چیز اور بات کو عربی میں جیم اور دونون سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وہ باریک کیڑے جن سے طاعون پیدا ہوتا ہے انکو بھی الجن کہتے ہیں کیونکہ وہ بہت باریک ہوتے ہیں اور عام نظر سے پوشیدہ اور غائب ہوتے ہیں۔ اس واسطے طاعون وخز الجن ہے۔

اس آزادی کے زمانے میں جبکہ خدا تعالیٰ کو خوب علم تھا کہ شریعت الٰہی اور کلام نبوت پر اعتراض کئے جاویں گے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان بھی مہیا کر دیے کہ جن سے وہ اعتراض خود بخود حل ہو گئے۔ اس وخز الجن پر بھی اس آزادی کے زمانہ میں اعتراض کیا گیا تھا۔ آزادی خود خدا نے بخشی تاکہ اس کی کلام کا سچا ہونا اچھی طرح سے روز روشن کیطرح بپایہ ثبوت پہونچ جاوے اس نے اپنی کامل حکمت اور وسیع علم سے ایک آلہ جس کا نام خورد بین ہے پیدا کرا دیا جس کے ذریعہ باریک در باریک مخلوق اور عناصر جو انسانی نظر سے پوشیدہ رہکر باعث اعتراض ہوئے تھے اسطرح نظر آ گئے۔ اور شریعت الٰہی اور کلام نبوت کا سچا ہونا ثابت ہو گیا۔

ممکن تھا بلکہ اغلب تھا کہ وخز الجن سے انکار کر دیا جاتا اور شریعت الٰہی اور کلام نبوت کی تغلیط اور استہزا کیا جاتا مگر خورد بین کے نکل آنے سے صداقت ظاہر ہو گئی۔

اسیطرح ہیضہ کے کیڑوں۔ مرگی کے کیڑوں اور اور باریک در باریک مخلوق کا نام ہی جن ہے۔

حالت جنون میں جن خبیث روحوں کا تعلق انسان کے دل و دماغ سے ہوتا ہے اس کا بھی انکار تھا۔ مگر سپر چولزم سے اس امر کا صاف ثبوت مل گیا۔

غرض تمام کتب میں جن کے وجود کے متعلق اتفاق ہے مسلمان۔ یہود۔ عیسائی۔ مجوسی۔ ہندو۔ سب اس بات کے قائل ہیں۔ انبیاء نے اولیاء نے بھی جن کے وجود کو مانا ہے۔ اور فلاسفروں نے بھی تسلیم کیا ہے کیونکہ اُن کی مساعی جمیلہ سے جن کے وجود کا ثبوت گویا ہر ایک انسان کے واسطے مہیا ہو گیا ہے۔

میں اگر اپنی تحقیق کا سلسلہ شروع کر دوں تو بات بہت لمبی ہو جاوے گی۔ مگر اللہ کے فضل سے میرے سب مخاطب اس وقت مسلمان ہیں۔ لہذا مجھے سلسلہ کلام کو بہت وسیع کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

یاد رکھو دُکھ پہنچانا اس جن کا کام ہے۔ اور مخفی در مخفی خبیث روح کا نام ہے۔ جتنے کبوتر باز۔ مرغ لڑانیوالے پتنگ اڑانیوالے۔ بٹیر باز۔ غافل۔ کاہل۔ چور۔ لڑکوں سے زنا کرنیوالے بدمعاش ہیں۔ ان سب میں جن اور شیطان کی ایک صفت کام کرتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو کہ ایک کبوتری کے پیچھے بھاگا جاتا تھا فرمایا کہ شَیْطَانٌ یَتْبَعُ شَیْطَانَۃً۔ شیطان وہ روح ہے جو خدا سے دور۔ ہلاک شدہ اور خدا سے غافل ہو۔

غرض باریک در باریک موذی روح کا نام شیطان ہے کالا کتا ... یہ بھی شیطان ہے کیونکہ جس کو کاٹتا ہے بہت تکلیف دہ اور ضرر رساں ہوتا ہے۔ اسی طرح جو امور انسان کو غافل کرنیوالے اور ہلاک کرنیوالے ہوتے ہیں ان کو بھی شیطان اور جن سے تشبیہ دی ہے۔ مثلاً وہ عورت جو کسی گلی کوچے یا تنہا بازار میں پھرتی ہو اس کے متعلق بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ۔ عورتیں شیطان کی رسیاں ہوتی ہیں جسطرح کسی کے گلے میں رسہ ڈالکر کسی کو کھینچ لیا جاتا ہے اسی طرح اس طرح کی عورتیں بھی چونکہ انسان کو غفلت اور گناہ کیطرف راغب کرتی ہیں۔ ان کو بھی حبائل الشیطان کرکے فرمایا ہے۔ چنانچہ انبیاء کی اصطلاح بن گئی کہ عورت حبل الشیطان ہے۔

غرض جن باریک در باریک ضرر رساں روح کا نام ہے اس کو ظلمت سے پیار اور نور سے نفرت و عار ہوتی ہے۔ ظلمت اور اندھیرے میں وہ جانور اور روحیں خوش ہوتی ہیں۔ اور کھلے پھرتے ہیں مگر نور میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور نور سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ موٹی سی بات ہے کہ شب پرچیتے۔ وغیرہ موذی جانوروں کو چھپے رہتے ہیں اور رات کے وقت اپنی کمین گاہوں سے نکلا کرتے ہیں مچھر۔ پسو۔ چڑیں۔ سب موذی جانور ہیں ان کا زور شام کے بعد اندھیرے کی سلطنت میں ہوتا ہے۔ نور سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔

دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو خلق خدا کے واسطے رحمت اور ابر بہار تھے۔ اور خیر خواہی اور ہمدردی کے بہترین نمونے تھے آپ نے فرمایا ہے کہ شام کے وقت بچوں کو گھر سے باہر نہ جانے دو۔ اس وقت بوجہ ظلمت شیاطین کا زور اور غلبہ ہوتا ہے۔ گھروں کے دروازے بند کر دو۔ کھانے پینے کی چیزوں کے برتن ڈھانک دو۔ ڈھکنا نہ ملے تو اللہ کا نام لیکر ایک لکڑی ہی رکھدیا کرو۔ اس حکم کا بھی یہی منشاء ہے کہ ظلمت اور اندھیرے کے وقت چونکہ جن اور شیاطین کا غلبہ ہوتا ہے وہ ان چیزوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اگر دروازے بند اور برتن ڈھکے ہوں تو وہ ٹکر کھاکر واپس ہو جاتے ہیں اور اہل خانہ اور خورد و نوش کی چیزیں اُن کے دخل و تصرف سے محفوظ رہتی ہیں ایسے گھر جن میں احکام شریعت کی پابندی ہوتی ہے وہاں ان باتوں پر عمل درآمد ہوتا ہے اور وہ ان کے ضرر سے محفوظ بھی رہتے ہیں۔

غفلت بھی ظلمت اور اندھیرے کا ایک شعبہ ہے۔ دیکھو انسان۔ حیوان۔ پرند۔ چرند۔ سب غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اندھیرے ہی کا اثر ہوتا ہے۔ پھر جب پو پھٹنے لگتی ہے اور ذرا اجالا ہوتا ہے تو سب جانور پرندے پھڑ پھڑاتے ہیں اور ہوش سنبھالتے ہیں۔ غفلت دور ہوتی ہے اور پھر جوں جوں نور ترقی کرتا ہے غفلت دور ہوتی جاتی ہے اور نور تمیز بڑھتی جاتی ہے۔ شراب خوار عیسائی قوم بہت دن چڑھے تک غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں۔ آخر جب روشنی بہت زور پکڑ جاتی ہے تو وہ بھی چونک اٹھتے ہیں۔ شراب کو چونکہ ظلمت اور شیطان سے ایک تعلق ہے اس واسطے وہ اپنا دباؤ ان پر ڈالے رکھتی ہے اور ایک حصہ دن میں بھی ان پر غفلت طاری رہتی ہے۔ مگر آخر کار جب نور اپنے کمال پر پہونچ جاتا ہے تو ظلمت غفلت کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ روشنی کو چونکہ غفلت سے ایک ضد ہے۔ اس واسطے غفلت اور روشنی جمع نہیں ہو سکتیں۔ روشنی کو تمیز سے اور اندھیرے کو بے تمیزی سے تعلق ہے جتنے بھی باریک کام کرنیوالے ہیں۔ مثلاً گھڑی ساز۔ یا بہت باریک قسم کی کتابت کرنیوالے۔ ڈوری باف وغیرہ یہ سب لوگ روشنی میں کام کرتے ہیں۔ اور پھر اپنی طاقت تمیز کو اور بھی بڑھانے کے واسطے ایک قسم کے شیشے سے کام لیتے ہیں جسے وہ اپنی آنکھ کے آگے لگا لیتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے قوت

امتیاز میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اب ان باتوں کے بعد رات ہو کر اندھیری اور ظلمت کا گھر ہوتی ہے اسمیں جو بعض اوقات ہوا میں آگ سی لگ جاتی ہے۔ اور اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں کبھی سفید کبھی سرخ۔ اور سبز اور زرد وغیرہ اور جس کو قرآن شریف نے شہاب ثاقب کے نام سے تعبیر کیا ہے وہ روشنی ظاہر ہو کر کچھ حصہ ظلمت کو تباہ و برباد کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی ان مضر مادوں کو ضایع کرتی ہے جن کو اس ظلمت سے تعلق ہوتا ہے۔ اندھیرے کو دور کر کے روشنی اور تمیز پیدا کرتی ہے کیونکہ ہر اندھیرا تمیز کو اٹھا دیتا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ ظاہر سے باطن کیطرف لے جاتے ہیں۔ لہذا اس مثال میں ہی ایک حقیقت پوشیدہ ہے اور ایک سبق سکھانا مد نظر ہے اور وہ یہ ہے کہ جسطرح رات کی گھٹا ٹوپ ظلمت میں شہاب ثاقب روشن ہو کر کسی حصہ ظلمت کو تباہ کرتا اور ان جرایم کو جن کا اس ظلمت سے تعلق تھا ہلاک کرتا ہے تو تم بھی اپنے واسطے دعائیں کرو اور ہر ظلمت سے نکلنے کی کوشش کرو۔ ظلمت خواہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو ہمیشہ مضر ہے۔ اور بدی کی یہی جڑھ ہے۔ دیکھو بادل کا گرجنا بجلی کا چمکنا تیز ہواؤں کا چلنا تیز گرمی کا ہونا یا دہ باراں کے طوفان یہ سب اصل میں ظلمت اور موذی کیڑوں کے دفعیہ کے بواعث ہیں جن سے وبائیں پھیلتی ہیں۔ انبیاء ظلمت کے بڑے سخت دشمن ہوتے ہیں۔ اور ان کو ہر قسم کی ظلمت سے نفرت تام ہوتی ہے۔ دیکھو میں تم کو اپنے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ آپ ہر روز صبح کی دو سنتوں کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اللّٰھم اجعل فی قلبی نوراً وّ فی بصری نوراً وّ فی سمعی نوراً وّ عن یمینی نوراً وّ عن یساری نوراً وّ فوقی نوراً وّ تحتی نوراً وّ امامی نوراً وّ خلفی نوراً وّ اجعل لی نوراً وّ فی لسانی نوراً وّ عصبی نوراً وّ لحمی نوراً وّ دمی نوراً وّ شعری نوراً وّ بشری نوراً وّ اجعل فی نفسی نوراً وّ اعظم لی نوراً اللّٰھم اعطنی نوراً۔

اے اللہ میرے دل کو نور سے بھر دے۔ میری آنکھوں میں میرے کانوں میں میرے دائیں میرے بائیں۔ میرے اوپر میرے نیچے میرے آگے میرے پیچھے نور ہی نور کر دے۔ اور میرے واسطے نور ہی نور کر دے میری زبان میں میرے پٹھوں میں میرے گوشت میں میرے خون میں میرے بال بال میں اور میرے سارے ہی بدن میں اور میری جان میں نور ہی نور کر دے۔ اور میرے واسطے نور کو بہت بڑا کر دے اور اے اللہ مجھے نور ہی نور عطا کر دے ظلمت کا نام و نشان نہ رہے کہ ... [illegible] حبیب المقبول

اب غور کا مقام ہے کہ انبیاء ظلمت کے کیسے دشمن ہوتے ہیں۔ دنیوی جاہ و جلال اور مال و منال کی محبت جو کہ ایک خطرناک مرض ہے یہ بھی ظلمت کیوجہ سے ہوتی ہے۔ خدا سے دور پھینک دیتی ہے۔ جتنا زیادہ مال و دولت ہو گا اتنا ہی حرص بڑھتی جاوے گی۔ اچھے اچھے مرغن کھانے اور پر تکلف سامان خورد و نوش معدہ کو خراب کر کے انسان کو محتاج کر کے حکیموں اور ڈاکٹروں کے محتاج کر دیتے ہیں اور اسطرح سے ان کا مال و دولت ان کے کام نہیں آتا بلکہ دوسروں کے لیے ہو جاتا ہے۔

مجھے ایک شخص کا حال معلوم ہے کہ وہ بہت ہی بڑا آدمی تھا کروڑوں کا مالک تھا۔ ایک شخص اونٹوں والا میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ ہماری سفارش کر دیں کہ ہمیں ہماری مزدوری مل جاوے۔ پانسو اونٹ کی مزدوری باقی ہے میں نے کہا کہ سفارش کی کیا ضرورت ہے آخر بات کیا ہے تو اس نے کہا کہ وہ شخص کہتا ہے کہ پانسو اونٹ چونہ کا بوجھ میرے مکان پر پہنچا دو جب مزدوری دونگا۔ ورنہ نہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہارا حرج ہی کیا ہے پہنچا دو۔ آخر تم نے وہیں جانا ہے خالی ہی تو جاؤ گے۔ اس کا کام ہی کر دو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ بجائے اس کے کہ ہماری سفارش کرتے اسکے اپنا ہمیں سمجھتے ہیں۔ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ شخص اسطرح سے رشوت لے کے کر مکان بنوا کر اس میں رہتا بھی ہے یا کہ نہیں۔ پھر اس شخص نے مجھے بتایا کہ اینٹ میں سے اینٹ اور پتھر میں سے پتھر اور لکڑی میں سے لکڑی سب کچھ اس شخص نے چرایا ہے۔ اور مکان کا مصالح جمع کیا ہے۔ خدا کی قدرت وہ اونٹ والے بوجھ تو لے گئے۔ مگر شیطان ایسا دیکھ کہ اس شخص کو وہ مکان دیکھنا تک بھی نصیب نہ ہوا اور جان نکل گئی شنید نہیں بلکہ دیدہ ہے۔ خیرات اور صدقہ کا رواج ہوتا ہے مگر اس کو مرتے دم وہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ نوکر سے چائے منگائی کہ وہ چائے کی پیالی منہ تک پہنچتے پہنچتے کہتا گیا ہے کہ وہ مرا پڑا ہے۔ یہ کوئی قصہ کہانی اور ناول کی بات نہیں بلکہ واقعہ ہے اور دیدہ نہ کہ شنیدہ۔ کیا نہیں عبرت پکڑنی چاہیے۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ ہر قسم کی ظلمت کو دور کر کے سچا نور اور ملکہ تمیز عطا کرے۔

رات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے اندھیرے میں اللہ تعالیٰ انسان کو کیسے نظارے دکھاتا ہے اور وہ کیسا خوش منظر ہوتا ہے۔ باریک بین طبیعت اور مشتاق کرنے والی صحبتیں اس سے عبرت پکڑتی ہیں اور ایک دوسری بات جس کو روشنی سے تعلق ہوتا ہے حاصل کرتی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ شہاب ثاقب ظلمت کی اپنی جگہ پر کوئی دینی مقصد کے متعلق فایدہ اٹھاتا ہے۔ اور انبیاء کی شان چونکہ سب سے زیادہ تیز ہوتی ہے وہ دوسرے کی باریک بینی میں دور اور رہی ہے آگے نکل جاتے ہیں اور ان کو دور کی سوجھتی ہے۔ انسان خواہ کیسا ہی ظلمتوں میں گرفتار ہو اور کیسی ہی ضلالت میں مبتلا ہو کیسے ہی مشکلات دینی یا دنیوی میں پھنسا ہوا ہو اس کیواسطے یہ امر ایک بشارت ہے کہ اگر ذرا سا بھی مادہ سعادت اور رشد اور نور قلب اسمیں باقی ہے تو ہدایت پا جانا ممکن ہے اس لیے نا امید نہیں ہونا چاہیے بلکہ دعاؤں میں لگ جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس ذرا سی قوت تمیز اور نور کو بڑھا کر اس سے ہر ظلمت جہل۔ رسم و رواج۔ عقاید۔ مشکلات۔ غرض ہر قسم کی ظلمت کو پاش پاش کر سکتا ہے کیونکہ خود اس نے فرمایا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم۔ دیکھو جب دنیا میں کوئی بڑا عظیم الشان تغیر واقع ہونیوالا ہوتا ہے اور کسی انسان کو خلعت نبوت ماموریت ملنے والا ہوتا ہے تو آسمان پر کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹا کرتے ہیں۔ اسمیں بھی سر اور راز حقیقت ہوتا ہے باریک بین اور عقلمند انسان اس نشان سے سمجھ جاتے ہیں کہ اب دنیا میں ضرور کوئی نہ کوئی بڑا پاک باز انسان ظلمت کا دشمن بے تمیزی کے روحوں کو ہلاک کر کے نور اور تمیز اسکی جگہ قایم کرنے کیواسطے آنیوالا ہے۔ آسمان پر اس تغیر اور کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹنے اس امر کی صریح اور بین دلیل ہوتی ہے کہ زمین پر بھی ضرور کوئی نہ کوئی عظیم الشان تغیر واقع ہونیوالا ہے۔ اور کوئی بڑا عظیم الشان مصلح اور مجدد آنیوالا ہے۔ جو ظلمت کا دشمن اور نور کا حامی ہوتا ہے۔

پس چاہیے کہ دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تمیز عطا کرے اور ہر ظلمت سے بچا وے۔ بار بار اس قدر لمبے مضامین نہ سنائے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی آپ لوگوں کو سننے کا موقع ملتا ہے۔ میں آپ لوگوں کو ایک سہل راہ بتاتا ہوں۔ دیکھو ہمارے تمہارے اندر بھی جن ہیں۔ اب بڑا حصہ عمر کا گذر چکا ہے۔ اور تھوڑا باقی ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ بھی غفلت سر اٹھانے نہیں دیتی۔ پس ان ظلمتوں کے جلانے کے واسطے بڑا پکا اور سچا ہوا (شہاب ثاقب) استغفار۔ توبہ۔ لاحول اور الحمد کی دردمندانہ دعائیں اور گداز ہو ہو کر درود پڑھنا ہے۔ اور دعائیں کرنا اور رحمت الٰہی کے نزول کی راہیں تلاش کرتے رہنا چاہیے۔ جو شخص سچے اور پکے دل سے دعائیں کرتا ہے خدا اس کے اندر ایک نور پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس کے کل کاروبار میں اس کا راہبر ہوتا ہے۔ خواہشات نفسانی کی تیرگی سے ظلمت آتی ہے اور وہ تباہ کر دیتی ہے۔ ایک اندھے کے سامنے عمدہ سے عمدہ ایرانی قالین رکھدو گلزاری کے خوشنما رنگ اور خوبصورت بوٹے اس کے واسطے کس کام کے نہیں۔ اس کے دل کو انکے کوئی سرور نہیں پہنچ سکتا۔ اسطرح جو انسان ظلمت میں گھرا ہوا ہو خواہ کتنی ہی نصیحت کرو کیسے ہی عمدہ عمدہ پیرایوں میں وعظ کرو مگر اس کے کان پر جوں تک نہیں چلتی اور کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پس خدا سے ہر روز دعا کرو کہ وہ ہر ظلمت سے بچا وے اور نور عطا فرماوے۔

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +